Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ **الفضل** ربوہ

فون 213029

ایڈیٹر عبدالسمیع خان

CPL 61

جلد 48-83 نمبر 57 | جمعہ 13- ذیقعدہ- 1418ھ 13- امان 1377ہش 13- مارچ 1998ء

خلوصِ نیت اور حُسنِ ارادہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا "سب اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہوتا ہے اور ہر انسان کو اس کی نیت کے مطابق ہی بدلہ ملتا ہے پس جس شخص نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی خاطر ہجرت کی (اور ان کی خوشنودی کیلئے اپنے وطن اور خواہشات کو ترک کیا) اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کیلئے ہی ہوگی لیکن جس نے دنیا حاصل کرنے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کی خاطر ہجرت کی تو اس کی ہجرت کی غرض خدا تعالیٰ کے نزدیک بھی یہی سمجھی جائے گی اور ثواب میں سے اس کو کچھ نہیں ملے گا"۔ (بخاری)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

بہت سے لوگ دیکھے ہیں جو اپنے ارادوں کو خدا پر مقدم کرتے ہیں۔ آخر کار اس تقدیم ہوائے نفس میں بھی وہ کامیاب نہیں ہوتے اور بجائے فائدہ کے نقصان عظیم اٹھاتے ہیں۔ (دین حق) پر غور کرو گے تو معلوم ہوگا کہ ناکامی صرف جھوٹے ہونے کی وجہ سے پیش آتی ہے۔ جب خدائے تعالیٰ کی طرف سے التفات کم ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کا قہر نازل ہوتا ہے جو اس کو نامراد اور ناکام بنا دیتا ہے۔ خصوصاً ان لوگوں کو جو بصیرت رکھتے ہیں جب وہ دنیا کے مقاصد کی طرف اپنے تمام جوش اور ارادے کے ساتھ جھک جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو نامراد کر دیتا ہے۔ لیکن سعیدوں کو وہ پاک اصول پیش نظر رہتا ہے جو احساس موت کا اصول ہے۔ وہ خیال کرتا ہے کہ جس طرح ماں باپ کا انتقال ہو گیا ہے یا جس طرح پر اور کوئی بزرگ خاندان فوت ہو گیا ہے اسی طرح پر مجھ کو ایک دن مرنا ہے اور بعض اوقات اپنی عمر پر خیال کرکے بڑھاپا آگیا اور موت کے دن قریب ہیں خدائے تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ بعض خاندان ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں عمریں علی العموم ایک خاص مقدار تک مثلاً 50 یا 60 تک پہنچتے ہیں۔ بٹالہ میں میاں صاحب کا جو خاندان ہے اس کی عمریں بھی علی العموم اسی حد تک پہنچتی ہیں۔

(ملفوظات جلد سوئم صفحہ 35)

ہر چیز خدا سے مانگو اور اسکی خوشنودی کیلئے اسکی راہ پر خرچ کرو

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث)

دنیا میں جو حسنہ ملتی ہیں۔ جو چیزیں، جو نعماء ملتی ہیں وہ سب اخروی حسنہ کے حصول کا سامان پیدا کرنے والی ہیں۔ موٹی مثال ہے صحت جسمانی۔ صحت کا ہونا خدا تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے۔ اور ایک صحت مند بدمعاشیوں میں بھی اپنی صحت خراب کرتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی ناراضگی کو مول لیتا ہے لیکن خدا تعالیٰ کا صحت مند بندہ خدا کے حضور اپنی صحت کے نتیجہ میں ایثار و اخلاص کے وہ کارنامے دکھاتا ہے کہ انسانی عقل حیران رہ جاتی ہے۔ مثلاً صحابہؓ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں جو کسریٰ اور قیصر سے جنگیں ہوئیں ان میں تاریخ (ہمیں بتاتی ہے) اتنا فرق ہوتا تھا تعداد میں۔ مسلمانوں کی تعداد اس قدر کم اور کسریٰ کی حکومت جو بہت بڑی ایمپائر تھی اس وقت کی دنیا میں اور قیصر کی حکومت جو بہت بڑی ایمپائر تھی اس وقت کی دنیا میں، ان کی فوجیں پانچ گنا، سات گنا بعض دفعہ آٹھ گنا زیادہ ہوتی تھیں۔ اگر پانچ گنا بھی زیادہ ہوں اور ساڑھے سات گھنٹے لڑائی ہو دن میں، تو ہر گھنٹے کے بعد نئی تازہ دم فوج سامنے آجائے گی۔ اور ایک (صاحب ایمان) ساڑھے سات گھنٹے لڑتا رہے گا۔ ہر ڈیڑھ گھنٹے کے بعد تازہ دم فوج میں سے کسریٰ اور قیصر کی تازہ دم فوجوں کا ہر سپاہی ڈیڑھ گھنٹہ لڑے گا۔ مسلمان سپاہی ساڑھے سات گھنٹے ان کے مقابلہ میں لڑ رہا تھا۔ یہ شکل بنی لڑائی میں۔ میں نے بڑا سوچا اور بڑا ہی حیران ہوا ہوں کہ کس قدر صحت اور عزم ایک (ایمان دار) کو خدا تعالیٰ نے دیا۔ اگر عزم ہو اور صحت نہ ہو تو کچھ نہیں ہو سکتا۔ اگر صحت ہو اور عزم نہ ہو تو کچھ نہیں ہوگا۔ میں نے کہا ہے کچھ ہو نہیں سکتا۔ اب میں کہتا ہوں کچھ نہیں ہوگا۔ تو ان کو صحت بھی دی خدا نے عزم بھی دیا خدا نے۔ تو صحت جسمانی دنیوی حسنہ ہے۔ اس دنیا سے جسم کا تعلق ہے۔ خدا کہتا ہے مجھ سے مانگو صحت، اس لئے نہیں کہ عیاشی میں اسے ضائع کرو گے اس لئے مانگو کہ میری راہ میں اس کو خرچ کرو گے۔ اور میرے پیار کو حاصل کرو گے۔ ہر دنیوی نعمت کی ایسی ہی مثال ہے۔ تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔

صحت کے علاوہ عزت ہے۔ دنیوی مال و دولت ہے۔ دنیا کی اولاد ہے۔ خاندان ہیں۔ عافیت کی فضاء ہے وغیرہ وغیرہ ہر چیز موجود ہے۔ خدا کہتا ہے مجھ سے مانگو۔ لیکن مجھ سے لے کر میری خوشنودی کے لئے میری بتائی ہوئی راہ پر اسے خرچ کرو۔

(از خطبہ 2 نومبر 1979ء)

○○○

مٹ جاؤں میں تو اس کی پرواہ نہیں ہے کچھ بھی
میری فنا سے حاصل گر دین کو بقا ہو

احمدیہ ٹیلی ویژن کے اہم تازہ پروگرام

جمعہ 13 مارچ 1998ء

7-00 کوئز پروگرام۔ تاریخ احمدیت۔
11-30 چلڈرنز کارنر۔ کلام الٰہی کا صحیح تلفظ۔
6-00 خطبہ۔ براہ راست
8-30 خطبہ 98-3-13 (دوبارہ)

ہفتہ 14- مارچ 1998ء

7-00 خطبہ 98-3-13
8-00 اردو کلاس۔
9-15 کمپیوٹرز سب کے لئے۔
3-00 اردو کلاس۔
8-00 بچوں کی ملاقات حضرت صاحب کے ساتھ۔

احمدیہ ٹیلی ویژن کے بارے میں
حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کا ارشاد

ایم ٹی اے کی وجہ سے اللہ کے فضل سے ہماری نئی نسلوں کے ذوق سدھر رہے ہیں۔ ہمارے پروگراموں میں سچائی، سادگی اور فطری جذب ہے۔ کوئی ایکٹنگ نہیں ہے۔ بچے جب ان پروگراموں کے عادی بنتے ہیں تو بنتے چلے جاتے ہیں۔

(خطبہ فرمودہ 29- نومبر 1996ء)

اعزاز

○ انٹرنیشنل ہو از ہو آف پروفیشنلز امریکہ نے محمد راشد صاحب کو ان کی پیشہ وارانہ صلاحیتوں اور خدمات کو سراہتے ہوئے سال 1998ء کیلئے ان کے نام کا انتخاب کیا ہے۔ محمد راشد حکیم عبدالکریم صاحب آف جھنگ صدر (وفات یافتہ) کے بیٹے اور مکرم بدر سلطان اختر صاحب واقف زندگی (وفات یافتہ) کے داماد ہیں۔ وہ اس وقت اسٹیٹ لائف انشورنس کارپوریشن آف پاکستان لاہور میں بطور ڈپٹی مینیجر فرائض انجام دے رہے ہیں۔ موصوف کی مزید ترقیات کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ	قیمت 2 روپے 50 پیسے

13 امان 1377 ہش — 13 مارچ 1998ء

واقفینِ نَو کو زبانیں سکھانے کا ادارہ

وقفِ نَو کے حوالے سے ۱۱- مارچ کو ایک ایسی تقریب میں شامل ہونے کا موقع ملا جس میں ربوہ کے واقفینِ نَو کے لئے لینگوئج انسٹی ٹیوٹ کے افتتاح کا اعلان کیا گیا۔ اس تقریب کی رپورٹ قارئین تک جلد پہنچائی جائے گی۔

ہم فوری طور پر اس خوشی میں احباب کو شامل کرنا چاہتے ہیں کہ واقفین نو کی تعداد سولہ ہزار ہو چکی ہے جو 61 ملکوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ان میں پاکستان کے واقفین بارہ ہزار ہیں۔ اور جماعتوں کے لحاظ سے سب سے زیادہ تعداد ربوہ میں ہے جو تین ہزار پانچ سو کے لگ بھگ ہے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے ان کی اعلیٰ تعلیم و تربیت کے ضمن میں بار بار یہ ہدایت دی ہے کہ ان کو مادری زبان، اردو، عربی کے علاوہ کم از کم ایک غیر ملکی زبان سکھائی جائے۔ زبانیں سکھانے کا یہ منصوبہ مختلف مراحل طے کرتے ہوئے اس ادارہ کے قیام پر منتج ہوا ہے اور غالباً یہ سب سے پہلا ادارہ ہے۔ اس میں سرِدست چار زبانیں سکھانے کا انتظام ہے اور 85 بچوں کا انتخاب کیا گیا ہے۔

منتظمین کی خواہش اور توقع ہے کہ دو سال میں یہ بچے یہ زبانیں بولنے کے قابل ہو جائیں گے۔ یہ ادارہ لوکل انجمن احمدیہ ربوہ اور وکالت وقف نو کے باہمی تعاون سے جاری کیا گیا ہے۔

ہم اس ادارے کے قیام پر تمام متعلقہ تنظیموں اور افراد کو مبارک باد دیتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ یہ اپنے مقاصد کو پوری طرح حاصل کرے اور توقعات سے بڑھ کر کامیابیاں نصیب ہوں۔

حضرت صاحب کی تو اس بارہ میں تفصیلی ہدایات ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہوا ہے کہ احمدیہ ٹیلی ویژن پر زبانیں سکھانے کے پروگرام ریکارڈ کر لئے جائیں اور ایک نظام کے تابع بچوں کو نگران استاد کی موجودگی میں دکھائے جائیں کیونکہ احمدیہ ٹیلی ویژن پر بالکل فطری انداز میں زبانیں سکھائی جاتی ہیں۔ جہاں تک ممکن ہو اس ہدایت کی تعمیل کی جانی چاہئے۔ کیونکہ اس کا واقفینِ نَو کی آئندہ ذمہ داریوں سے گہرا تعلق ہے۔ ان کو ملکوں ملکوں میں پھیلنا اور خدا کے فضل سے عالمگیر انقلاب برپا کرنا ہے آج ان کو اس طاقت سے لیس کرنے کی ضرورت ہے جو کل کو ان کے کام آئے۔ آج کی سستی کل کو ان کے کام میں رکاوٹ بن سکتی ہے جس کے ہم ذمہ دار ٹھہریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہماری نصرت فرمائے۔ آمین۔

تقویٰ شعاری

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب فرماتے ہیں کہ ایک احمدی دوست تھرڈ کلاس میں سفر کر رہے تھے۔ راستے میں ان کے ایک ملنے والے ریل میں مل گئے جو سیکنڈ کلاس میں تھے۔ انہوں نے انہیں بلایا اور ایک دو اسٹیشن تک وہ ان کے ساتھ ہی سیکنڈ کلاس میں سوار چلے گئے۔ پھر اپنے ڈبے میں آ گئے۔ سفر ختم ہوا تو وہ صاحب ٹکٹ دے کر باہر چلے گئے۔ گھر آ کر حساب کر کے انہوں نے وہ رقم جو ان سٹیشنوں کے درمیان تھی۔ سیکنڈ اور تھرڈ کے کرایہ کا فرق تھا۔ ایجنٹ این۔ ڈبلیو۔ آر کے نام بھیج دی اور لکھ دیا کہ ایک ضرورت کی وجہ سے اپنے سفر میں دو سٹیشن تک سیکنڈ کلاس میں سفر کر لیا تھا۔ یہ اس کا کرایہ ارسال ہے۔

(الفضل 17- مئی 1994ء)

تاریخ احمدیت کا ایک ورق

مولانا سلطان محمود انور

آسمانی پیشگوئیوں کا مصداق وجود

آج 13 مارچ ہے۔ آج سے ٹھیک 87 سال قبل جماعت احمدیہ کے اخبار "بدر" قادیان نے احباب جماعت کو "مبارک مولود مسعود" کے عنوان کے تحت ایک بڑی خوشخبری پہنچائی یعنی حضرت مرزا شریف احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا فرمایا ہے۔ 13 مارچ 1911ء بروز پیر مطابق 11 ربیع الاول 1329ھ کو پیدا ہونے والے بیٹے کا نام نامی منصور احمد تجویز ہوا۔

خدا نے چند سال قبل حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو 27 مئی 1906ء کو ایک بشارت دی تھی۔ کہ "میں تجھے آرام دوں گا۔ اور تیرا نام نہیں مٹاؤں گا۔ اور تجھ سے ایک بڑی قوم پیدا کروں گا۔" (ترجمہ)

چنانچہ اخبار "بدر" نے احباب جماعت کو حسب ذیل الفاظ میں خوشخبری دی۔ "ولادت باسعادت نبیرۂ امام" ان الفاظ کے حروف ابجد کے حساب سے 1329ھ اعداد ٹھہرتے ہیں۔

عین اس موقعہ پر اسی اخبار "بدر" نے خوشخبری کے ساتھ ساتھ منظوم کلام بھی شائع کئے جو خصوصیت سے اس ولادت کے حوالہ سے کئے گئے تھے۔ چنانچہ اخبار "بدر" کے عملہ کی طرف سے اظہار جذبات کے طور پر چند اشعار درج کئے گئے۔ اس وقت اخبار "بدر" کے ایڈیٹر حضرت مفتی محمد صادق صاحب تھے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

آپ کو اے مری سرکار مبارک ہووے
ایسا فرزند طرحدار مبارک ہووے
روشنی بخش جہاں اس کا وجود باجود
احمدی قوم کو صدبار مبارک ہووے

دوسری نظم عربی زبان میں حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب فاضل کی طرف سے کہی گئی تھی۔ جس میں خاندان کے جملہ بزرگوں کی خدمت میں دلی مبارکباد پیش کی ہے۔

تیسری نظم اردو میں 25 اشعار پر مشتمل حضرت میر ناصر نواب صاحب کا مبارک کلام ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

آج کا دن کیا مبارک روز ہے
بلکہ شب بھی آج دل افروز ہے
کہہ رہا ہر اک مبارکباد ہے
جس کو دیکھو اس کا چہرہ شاد ہے
اک نیا مہمان گھر میں آیا ہے
خیرو برکت ساتھ اپنے لایا ہے
ہے شریف احمد کے اک بیٹا ہوا
دل کا بر آیا ہمارے مدعا

چوتھی نظم جو آٹھ مصرعوں پہ مشتمل ہے۔ "صنعت توشیح" کے تحت کہی گئی۔ توشیح سے مراد یہ ہوتی ہے کہ ہر مصرعہ کا پہلا حرف لے کر ایک نام مرتب ہو جاتا ہے۔ اس کے آٹھ مصرعوں کے ابتدائی حرف مل کر "شریف احمد" بنتا ہے ذیل میں ملاحظہ ہوں۔

ش شکر للہ کہ مراد آج مری بر آئی
ر رونق بزم طرب ایک ولادت ہوئی
ی یعنی پیدا ہوا لڑکا جو شریف احمد کے
ف فضل مولیٰ سے ہوئی ہے یہ طرب افزائی
الف ایسے مولود کو اللہ سلامت رکھے
ح حسن میں جس نے ہے یوسف کی وراثت پائی
م میں کہ مرزا کی غلامی پہ بڑا فخر کروں
د دل مشتاق سے دیتا ہوں مبارک بھائی

مندرجہ بالا مواد "بدر" 16 مارچ 1911ء میں طبع ہوا۔ جن نیک توقعات کا مبارک مولود مسعود کے بارے میں اظہار کیا گیا۔ جن پیش خبریوں کا اس موقعہ پر ذکر رہا۔ جو جو دعائیں اس عظیم فرزند کے بارے میں دلوں سے پھوٹتی رہیں۔ وہ تو اس وقت صرف نقطہ آغاز ہی تھا۔ دلوں کی گہرائیوں سے پھوٹ رہا تھا۔ تاہم بے انتہا طرب انگیز اور خوشی و شادمانی کا سماں پیدا کر رہا تھا۔ لیکن اصل خوشی اور حمد و شکر کا وقت بعد میں آنا مقدر تھا۔ جب 13 مارچ کو پیدا ہونے والے منصور احمد نے ایک ایک توقع، تمنا اور دعا کا مصدق اور مصداق بن کر دکھانا تھا۔ اس پہلو سے سوچا جائے۔ تو ہم لوگوں کی خوش نصیبی 87 سال قبل والے احباب سے کم نہیں۔ وہ روشن مستقبل اور بامراد زندگی کی تمنا اور توقع پر خوشیاں منا رہے تھے۔ مگر ہمیں اپنی آنکھوں سے اس وجود کو عروج اور کمال کی انتہاء پہ پہنچے ہوئے دیکھنا نصیب ہوا۔ لیکن نہیں شاید 87 سال قبل والے احباب و بزرگان سے یہ انصاف نہ ہو گا۔ اصل کمال انہیں کا تھا۔ کہ اپنی روحانی بصیرت سے وہ 87 سال کو تکمیل پانے والے عروج کا نقشہ اسی وقت دلوں میں سجائے توقعات اور تمناؤں اور دعاؤں میں لگے ہوئے تھے۔ ان کی بصیرت کامل تھی۔ ان کی دعاؤں میں حقیقت اور سچائی تھی۔ وہ لفاظی سے پاک جذبات کو ظاہر کر رہے تھے۔ اور آج دنیا گواہ ہے۔ کہ 13 مارچ 1911ء کو پیدا ہونے والے منصور احمد نے نہ صرف 87 سال کی غیر معمولی طویل زندگی پائی۔ بلکہ نہایت کامیاب و بامراد زندگی پائی۔ آپ کی زندگی کے جس پہلو پر بھی غور کریں۔ دعاؤں کے گہرے سائے مشاہدہ میں آتے ہیں۔ ان کی جدائی کا صدمہ بلاشبہ نہایت صبر آزما ہے۔ لیکن ان کی کامیاب زندگی کا یقین اور مشاہدہ دل کو سکون اور فرحت بخشتا ہے۔ ہر آنے والے نے جانا تو ہوتا ہے۔ لیکن صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب جیسا بامقصد جینا اور بامراد جانا یہ بلاشبہ ان دلی دعاؤں کا ہی ثمر ہے۔ جو 13 مارچ 1911ء کو ان کی مبارک ولادت کے موقعہ پر قادیان کی فضاء میں بلند ہو رہی تھیں۔ حضرت میر ناصر نواب صاحب کا یہ شعر کس قدر حقیقت کا مظہر ٹھہرا۔

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کی

مجلس عرفان

مجلس وسوال جواب منعقدہ 3 جنوری 1997ء کی روداد الفضل اپنی ذمہ داری پر افادہ احباب کے لئے پیش کر رہا ہے۔ اسے مکرم یوسف سلیم ملک صاحب نے کیسٹ سے مرتب کیا ہے۔ احباب اگر اصل کیسٹ سے استفادہ کریں تو زیادہ لطف آئے گا۔

ادبی سانچے اور شراب معرفت

مکرم عبید اللہ صاحب علیم نے ایک ادبی سوال اٹھاتے ہوئے حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ روشن خیال لوگ چاہے لٹریچر میں وہ کوئی بھی ادبی خیال رکھتے ہوں اس کی تو ایک حقیقت سامنے آجاتی ہے لیکن آمد اور آورد کی جو ایک صورت حال انسان کی ہے وہ طرز سخن میں بہت مشکل سے پیدا ہوتی ہے۔ اس بات کا تو پتہ چل جاتا ہے کہ یہ آمد ہے یا آورد ہے لیکن مغالطہ وہاں پر شروع ہوتا ہے جہاں سے غیر ادب یا غیر ادبی شخصیت جو ہے وہ ادب کے سانچوں میں آنی شروع ہو جاتی ہے۔ تو وہ لٹریچر میں جیسے ہمارے ہاں اردو کا سفر ہے اس میں ایک واضح سفر ہوتے ہوتے ترقی پسند ادب آیا اس کے بعد بہت سے لکھنے والے آئے اور پھر اس کے اضاف میں انہوں نے ایک جھگڑا کیا کہ اصل میں یہ صنف جو ہے ہماری غزل کے جو سانچے ہیں وہ بالکل اب ختم ہو چکے ہیں۔ اب ہمیں نئی سمت میں نئے انداز میں گفتگو کرنی چاہئے۔ یہ تمام سلسلے میرے ذہن میں ہیں کہ ان کے تعینات میں جیسے ہم دوسری چیزوں کا فیصلہ کر رہے ہیں یہ فیصلہ کیسے ہو۔

حضرت صاحب نے فرمایا کہ اس کی جو بناوٹ ہے یا سانچہ جس کو آپ کہہ رہے ہیں وہ سانچہ تو کوئی بھی ہو آپ کے بنیادی سوال کی راہ میں سانچے کی شکل بدلنا حائل نہیں ہوتا۔ سانچے بنانا اور نئے نئے سانچے ڈھالنا یہ انسانی فطرت کا ایک حق ہے اور اس کو آپ جس طرح چاہیں استعمال کریں لیکن سانچوں میں بھرا کیا ہوا ہے۔ یہ ہے اصل بات۔ چنانچہ بعض آزادانہ شاعری کے باوجود گہری ادبی روشنی رکھنے والے لوگ ہیں کہ ان کے آزاد شاعری کے سانچے بھی بہت پر لطف شراب سے بھر جاتے ہیں۔ یہ ہے اصل چیز کہ اس میں شراب معرفت بھری ہوئی ہے یا کچھ اور بھرا ہوا ہے۔

علیم صاحب نے عرض کیا آجکل ہمارے ہاں ایک تحریک چلی ہے نثری نظم کی۔ کہ نثر میں بھی شاعری ہو سکتی ہے۔ بات یہ ہے کہ یہ ہم نے جو الگ الگ Pattern کئے ہیں مجھے نثر اور نظم کے درمیان فرق سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ نظم کیوں ہے۔ اس لئے کہ میرے ذہن میں اعلیٰ درجہ کی تمام شاعری نثریہ شاعری ہے۔

دل ناداں تجھے ہوا کیا ہے
آخر اس درد کی دوا کیا ہے

سب نثر ہی ہے اگر کوئی مضمون بیان کریں تو نثر میں بھی ہم اس کے علاوہ کچھ اور بیان نہیں کر سکتے۔

حضرت صاحب نے فرمایا لیکن آپ کی سوچ کی ایک طرز ہے وہ جن رستوں پر چل رہی ہے۔ میری سوچ اس سے مختلف رستوں پر چل رہی ہے۔ میرے نزدیک شاعری اور موسیقی یا نغمگی دو چیزیں ہیں اور جس کو ہم نظم کہتے ہیں اس میں نغمگی ضروری نہیں ہے لیکن شعریت آجاتی ہے۔ اس لئے لوگ ایسی ایسی نثر بھی لکھتے ہیں کہ اس سے خوابیدہ فطرتیں جاگ اٹھتی ہیں۔ اس میں ایک شعریت کا مضمون ہے لیکن نغمگی نہیں ہوتی اس لئے جو بھی سانچے بنائے گئے شعراء کی طرف سے یا قدرتاً تخلیق پائے ان میں نغمگی کا پہلو بھی ہے یہاں تک کہ بعض شعراء نغمگی کے لحاظ سے درجہ کمال کو پہنچنے کی وجہ سے بہت شہرت پا گئے اور ان کے کلام آج بھی بہت ہی زندہ معلوم ہوتے ہیں لیکن ان کو جب کرید کر دیکھیں تو نغمگی ہے شاعری نہیں۔ یہ جو میر انیس کے مرثیے ہیں' دبیر کے مرثیے ہیں ان پر غور کر کے آپ دیکھیں تو ان میں بڑی نغمگی ہے آواز کی لہک اور زنجیروں کی چمک۔ لگتا ہے کہ سارا منظر آنکھوں کے سامنے آ گیا ہے۔ ان مرثیوں کے اندر ڈوب کر دیکھیں تو پتہ لگتا ہے کہ ان میں شعریت کوئی بھی نہیں تو اس لئے میرے نزدیک ان دونوں چیزوں کو شاعری میں الگ نہیں کرنا چاہئے۔ نثر لکھیں نثر کے طور پر لکھیں اور اپنے اوپر کوئی ایسی پابندی نہ لگائیں جس کی وجہ سے نثر پر شعری اظہار پر کوئی قدغن لگ جائے۔ جو لوگ ملا کر پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ ایک طرف اپنی نثر کو اس طرح پیش کرنا چاہتے ہیں گویا عام نثر سے الگ ایک شعریت رکھنے والی نثر ہے۔ یہ درست نہیں ہے۔ نثر جیسا کہ حضرت بانی سلسلہ کا کلام ہے اس میں وہ شعریت کے عروج پر چلی جاتی ہے۔ مگر کوئی بھی نظم والی پابندی اس میں نہیں ہے اس لئے کہ بغیر کسی پابندی کے صرف اس بات کا لحاظ رکھا گیا ہے کہ جس قسم کے لفظ جاری ہوئے ہیں اس کے مقابل پر دل جس قسم کے لفظوں کا تقاضا کر رہا ہے بعینہ ویسے لفظ پھوٹیں تاکہ ایک غیر معمولی قدرت پیدا ہو جائے۔ اس زبان میں اور کوئی ایسا لفظ نہ آئے جو پہلے لفظوں کے ساتھ موافقت اور موانست نہ رکھتا ہو۔ اگر تضاد ہے تو بڑے نمایاں طور پر وہ تضاد کھل کر نکلے تاکہ جیسے قدرت میں قدرت کی طاقتوں کا تصادم ہوتا ہے تو وہ تصادم تضاد نہیں ہے بلکہ وہ ایک دوسرے کے مقابل پر ابھارنے والی چیز ہے۔ بجلی کے کڑکے ہیں اور پھر اچانک سکوت پیدا ہوتا ہے اور فضا میں سکون چھا جاتا ہے اور ہلکی بارش اور تیز بارش یہ ساری چیزیں لازم نہیں ہیں کہ ضرور ہی نثر کے دائرہ سے ہٹ کر کی جائیں مگر نثر کو پھر پکڑے رکھیں اور یہ نثر ہے لیکن نثر کو نظم کہیں اور نظم کے اندر دخل اندازی کریں میرے نزدیک یہ جائز نہیں ہے۔

فصاحت و بلاغت کا کمال

حضرت صاحب کا یہ جواب سن کر علیم صاحب نے حضرت بانی سلسلہ کے کلام کے حوالے سے کہا کہ اگر نثر پڑھنے والا ہے اور آپ کی نظم پڑھے تو اس میں ایک ہم ربط کیفیت ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسی آدمی یا اسی شاعر کے یہ شعر ہو سکتے ہیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا لیکن جو شرط آپ بیان کر رہے ہیں وہ ہر دفعہ پوری نہیں اترتی۔ حضرت بانی سلسلہ کے بعض شعر (جس طرح آپ نے غالب کے بھی پڑھے ہیں) ان میں جو روانی ہے وہ نثر کی سی روانی ہے لیکن وہ نثر مصرعوں میں ڈھلی ہوئی نثر ہے اور ایک انسان اگر نثر کے طور پر پڑھنا چاہے تو توقف کے ساتھ بدل بدل کے پڑھ سکتا ہے۔ لیکن وہ پھر بھی نظم کے قوانین کے تابع ہے۔ نظم' نثر کے قوانین سے الگ اور نظم کے قوانین کے تابع۔ پس نظم میں نغمگی اور توازن اور پھر نثر کی سی لذت پیدا کر دینا یہ وہ چیز ہے جو مشکل کو سہل بنانے والی بات ہے اور یہ بھی فصاحت و بلاغت کا ایک کمال ہے۔ لیکن اہل کلام کی ہر شعری تخلیق میں یہ ضروری نہیں ہوا کرتا۔ مضامین بے انتہاء مشکل بھی ہو جاتے ہیں اور بے حد آسان بھی اور آسان بھی سہل ممتنع یعنی ایسا آسان کہ نہ کوئی کہہ سکے نہ حقیقت میں اس کے سارے مضامین کو پا سکے۔ پس یہ ساری باتیں ہیں جو پیش نظر رکھنی چاہئیں۔ مگر یہ جو اکثر بحثیں ہیں یہ زیادہ تر بناوٹی ہیں۔

فطرتی عرفان کا اظہار

جیسا کہ میں نے بتایا ہے مجھے تو اس میں ایک گہری تفریق دکھائی دیتی ہے۔ نثر نثر ہے اور نظم نظم ہے۔ نظم میں جو سانچے ہیں وہ اپنا ایک خاص انداز رکھتے ہیں۔ نثر میں وہ سانچے نہیں ہیں مگر شعر دونوں میں ڈھالا جا سکتا ہے۔ علیم صاحب نے عرض کیا اگر کیفیاتی ساخت ایک آدمی کی ایک ہے تو جو نثر لکھے گا یا نظم لکھے گا در اصل وہ تو اس آدمی کی ساخت ہے اس کو فطری طور پر ایک RYTHME ملا ہوا ہے' لکھ رہا ہے لیکن شعر کی جو کیفیت ہے وہ تو اس کے سانچے سے بالکل مختلف بات کا نام ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا اسی لئے اس کو اختیار ہے چاہے تو وہ اپنی فطرتی نغمگی کا اظہار نثر میں کرے یا فطرتی نغمگی نہیں بلکہ فطرتی عرفان کا اظہار چاہے وہ نظم میں کرے چاہے نثر میں کرے اس کی چھاپ تو دونوں جگہ دکھائی دے گی لیکن جب نثر میں اظہار کرے گا تو وہ ان پابندیوں سے آزاد ہو گا جو نظم کی صورت میں اس پر عائد ہوتی ہیں۔ ان پابندیوں کے باوجود مضمون کو اس طرح ظاہر کر دینا کہ گویا نثر ہے غالباً یہ بات ہے جسے آپ نے مثال دے کر ظاہر کیا تھا۔ ان کی چھاپ تو ایک ہی رہے گی۔ خدا تعالیٰ کی بے شمار صفات ہیں مگر ہر صفت جب ظاہر ہوتی ہے خدا کی چھاپ وہی ہوتی ہے اور وہ توحید کی چھاپ ہوتی ہے۔ اسی طرح ہر انسان کے اندر ایک واحد وجود ہے اس اکائی کی چھاپ ہر جگہ دکھائی دے گی لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ پھر وہ نظم اور نثر کی تفریق کو مٹانے والی چھاپ ہے۔ پس تفریق اپنی جگہ جیسے گدھے اور بیل کی ایک تفریق ہوتی ہے انسان اور بندر کی تفریق ہوتی ہے مگر خدا کی ثنائی کی جو چھاپ ہے وہ بندر پر بھی ہے اور انسان پر بھی ہے۔

مجلس سوال و جواب 27 دسمبر 1996ء میں فرمایا۔

انسانی اعضاء کا عطیہ

انسانی اعضاء کے Donate کرنے کے بارہ میں سوال پر حضرت صاحب نے فرمایا یہ جائز ہے۔

جہاں تک انسانی اعضاء کے عطیہ کا سوال ہے ایک شخص اگر کچھ ایسی قربانی کرے کہ اس کی زندگی کو خطرہ نہ ہو اور دوسرے کی زندگی بچا لے تو یہ بعینہ دینی روح کے مطابق ہے۔ مگر کوئی شخص اپنی زندگی کو جان بوجھ کر دوسرے کے لئے ختم کرے اس کی اجازت نہیں۔ یہ ایک قسم کی خود کشی ہے سوائے اس کے کہ جنگ وغیرہ کی صورت ہو۔ یہ بالکل اور مضمون ہے اس میں سب کو برابر خطرہ ہے اور اس میں ایک شخص جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے آگے جا کر صحابہ لڑے ہیں اپنے سے زیادہ قیمتی وجود کی جان بچانے کے لئے اپنی جان خطرہ میں ڈالتا ہے۔ تو یہ گناہ نہیں ہے۔ لیکن کوئی اپنا دل نکال کر پیش کر دے تو یہ گناہ ہے کیونکہ دل کے بغیر کوئی زندہ نہیں رہ سکتا۔ یا جگر کاٹ کر باہر پھینک دے تو یہ گناہ ہے۔ کیونکہ یہ خود کشی کی ایک قسم ہے۔ لیکن اگر ایک گردہ دینے سے کسی بچے یا بچے کی طرف سے گردہ دیا جائے تو ماں کی جان بچتی ہے اور اس کی جان کو خطرہ نہ ہو تو اس میں کون سا گناہ ہے۔

پس اگر جنگوں میں کھلم کھلا اپنی جان پیش کر دینے کی اجازت ہے تو عام حالات میں اس قسم کی قربانیاں دین کی روح کے منافی نہیں ہیں۔ مرنے کے بعد تو یہ معاملہ اور بھی زیادہ آسان ہو جاتا ہے۔ بعض لوگوں کو صرف یہ خطرہ ہوتا ہے اور مولویوں نے اسی وجہ سے فتویٰ دیا ہے کہ اگر آنکھیں نکال دیں تو قیامت کے دن اندھے اٹھیں گے اپنی آنکھیں کسی اور کو ملی ہوں گی۔ یہ خطرناک بیوقوفی ہے آنکھوں نے کہاں رہنا ہے۔ وہ نہ بھی دو گے تو گل سڑ جائیں گی۔ ہم نے تو مردوں کے پنجر اور لاشیں ڈیلوں کے بغیر دیکھی ہیں۔ ڈیلے کہاں دیکھے ہیں۔ آنکھوں کے ڈیلے غائب ہو جاتے ہیں اس لئے یہ فضول باتیں ہیں۔

OOO

جب میری راہ اس کے فرشتے کریں گے صاف
جب ہوں گے واپسی کے اشارے تب آئیں گے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسوۂ حسنہ

اللہ تعالیٰ سے عشق

مولانا غلام باری سیف

آنحضرت ﷺ کو سب سے زیادہ محبت خدا سے تھی۔ اس بات کی شہادت تو آپؐ کے اشد مخالفین نے بھی دی۔ انہوں نے کہا (-) کہ محمدؐ اپنے رب کا عاشق ہے۔

اس ذات احدیت کے لئے آپ نے کیا کیا مصائب نہیں جھیلے۔ مختلف انبیاء نے اپنے محبوب حقیقی یعنی خدا کے عشق و محبت میں بہت راگ الاپے۔ لیکن نبی اکرم ﷺ کی عشق و محبت میں ڈوبی ہوئی مناجات کی کوئی مثال نہیں۔ آپؐ سوتے اور جاگتے، سفر اور حضر، خلوت اور جلوت، آسائش اور تنگی میں خدا ہی کو پکارتے۔

آپؐ کی مناجات

آپؐ اپنی دعاؤں میں خدا کی محبت طلب کرتے۔ آپؐ کی ایک دعا یہ تھی "اے اللہ ہمیں اپنی محبت عطا کیجیئو۔ اور اس کی بھی محبت جس سے آپ محبت کرتے ہیں۔ اور اس چیز کی محبت جو مجھے آپ کے قریب کر دے اور آپ کی محبت مجھے میری جان، میرے اہل اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب ہو"

اس دعا سے بھی ظاہر ہے کہ اللہ کی ہر محبوب شئے سے بھی آپؐ محبت کرتے تھے۔ کہ محبوب کی ہر چیز محبوب ہوتی ہے۔ آپ کی ایک مناجات یہ ہے۔

"تمام بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے شر تیری طرف سے نہیں۔ میں تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور تیری طرف متوجہ ہوں۔ تو پاک اور بلند ہے میں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور تیری طرف لوٹتا ہوں۔ اے اللہ! میں تیرے حضور جھکا تجھ پر ایمان لایا۔ تیرے سپرد اپنے آپ کو کیا میری شنوائی اور میری بینائی اور میری ہڈیاں اور میرے اعصاب تیرے لئے جھک گئے"۔

خدا سے مخاطب ہو کر دعا کرتے ہیں۔

"میرے مولا! میں حاضر اور میری خوش قسمتی کہ مجھے تیرے حضور حاضر ہونے کا موقع ملا۔ میں تیری پناہ میں آیا"

آپؐ اپنے ساتھیوں کو بھی یہی وصیت فرماتے کہ خدائے ذوالجلال والاکرام کی پناہ طلب کیا کرو۔

عشق باری تعالیٰ کے مختلف پہلو

خدا سے عشق کا اس سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ اس محبوب کی طرف سے جو کچھ آیا اس کی قدر کی اگر کشائش آئی تو شکر کیا اور تنگی دیکھی تو اس کے حضور جھکے اور صبر کیا۔ شکوہ نہیں کیا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں آپؐ نے کبھی کسی کھانے میں نقص نہیں نکالا ایک واقعہ سنئے۔

ایک بار افق پر غبار چھایا آپؐ مضطرب ہو کر ٹہلنے لگے میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ بادل آئے ہیں گھبرانے کی کونسی بات ہے؟ فرمایا ثمود کی قوم پر اسی طرح ہوا چلی تھی جس نے سب کچھ تباہ کر کے رکھ دیا تھا۔ اس کے بعد اندھیری دور ہوئی اور بارش برسنے لگی۔ باہر تشریف لائے۔ زبان پر بارش کا قطرہ لیا اور فرمایا! میرے رب کی تازہ نعمت۔

اس محبوب کی طرف سے جو آیا اسے محبوب جانا۔ کوئی آزمائش آپ کو خدا سے دور نہ کر سکی۔ کوئی لالچ اس کے در سے نہ ہٹا سکا مکہ میں ایک بار کفار قریش اکٹھے ہو کر ابو طالب کے پاس آئے اور کہا اپنے بھتیجے کو آپ منع کریں۔ وہ ہمارے بتوں کو برا بھلا کہتا ہے۔ ہم اب برداشت نہیں کر سکتے یا آپ ایک طرف ہو جائیں ہم اس سے خود ہی نمٹ لیں گے۔ چنانچہ حضرت ابو طالب نے آپؐ کو بلایا اور کہا میرے بھتیجے! آج تیری قوم آئی تھی اور اس نے یہ کہا تھا۔ میرے بھتیجے اب مجھ میں ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں اور انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر اسے کسی عورت کی خواہش ہے تو ہم عرب کی حسین ترین عورت اس کے عقد میں دینے کے لئے تیار ہیں۔ اگر وہ عرب کی ریاست چاہتا ہے تو ہم اس کے سر پر عرب کا تاج رکھنے کے لئے تیار ہیں۔ وہ ہمارے بتوں کو برا بھلا کہنے سے باز آجائے۔ حضور ﷺ نے سب کچھ سنا۔ سر کو کچھ دیر کے لئے جھکایا پھر فرمایا۔ چچا! اگر وہ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی رکھ دیں اور پھر کہیں کہ خدا کی توحید کے اعلان سے باز آجاؤں تو یہ نہیں ہو سکتا۔

بادشاہت کو اس ذات احدیت کی خاطر ٹھکرا دیا۔ حسن و جمال کو خاطر میں نہ لائے دھمکیاں آپؐ کو اس ذات سے الگ نہ کر سکیں۔

احد میں خدا کی عظمت کا نعرہ

دوسرا واقعہ جنگ احد کا ہے۔ حضور ﷺ زخمی ہو چکے تھے۔ دشمن نے یہ سمجھ لیا کہ آپؐ شہید ہو چکے ہیں۔ ابو بکرؓ بھی شہید ہو چکے ہیں، عمرؓ بھی اس دنیا میں نہیں رہے اب وہ اونچی ٹیکری پر کھڑے ہو کر یہ کہہ رہے تھے کیا تم میں محمدؐ ہیں؟ ابو بکرؓ ہیں؟ عمرؓ ہیں؟ حضورؐ نے فرمایا چپ رہو جواب نہ دو۔ اس پر وہ یہ سمجھا کہ ہمارے جھوٹے خدا غالب آگئے اور مسلمانوں کا خدا شکست کھا گیا۔ اور انہوں نے نعرہ لگایا اعل ھبل۔ ہبل بت کی جے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا جواب کیوں نہیں دیتے۔ صحابہؓ نے عرض کی حضورؐ! کیا جواب دیں فرمایا کہو (-) اللہ غالب اور بلند ہے۔

خدا کو آپؐ کے سامنے کوئی یہ کہہ دے کہ وہ مغلوب ہو گیا۔ خطرہ کی انتہائی حالت میں بھی یہ برداشت نہیں۔ اس کے بعد انہوں نے کہا (-) ہمارا عزّٰی بت ہے اور تمہارے پاس کوئی عزّٰی نہیں۔ آپؐ نے فرمایا جواب دو اور کہو (-) ہمارا کارساز خدا ہے اور تمہارا کارساز کوئی نہیں۔

اس واقعہ سے صاف ظاہر ہے کہ اپنے نفس سے بڑھ کر آپؐ کو خدا کے لئے غیرت تھی اس سے عشق تھا۔ اس کو برا کوئی آپؐ کے سامنے کہے یہ برداشت نہ تھا ہر حالت میں اس کے نام کی عظمت کا اظہار آپؐ کی زندگی کا مقصود تھا۔ خانہ کعبہ میں آپؐ کی مناجات اور طویل سجدے بھی اس پر گواہ ہیں۔ ایک دن آپؐ سجدہ میں پڑے تھے کہ دشمنوں نے اونٹنی کی بھاری بچہ دانی آپ پر لا کر رکھ دی۔ حضورؐ دیر تک سجدہ میں پڑے رہے اور اپنے رب سے محو راز و نیاز رہے۔ آپؐ کی زندگی کا مطالعہ کر کے ہی دشمن نے یہ خراج تحسین ادا کیا تھا کہ محمدؐ اپنے رب پر عاشق ہے اور اپنوں کی شہادت سے اعتراف عدو زیادہ وزن رکھتا ہے۔ کہ دشمن نے ہر جھوٹ آپؐ کو ناکام کرنے کے لئے بولا تھا۔ انہوں نے ہر صداقت چھپائی تھی۔ سوائے اس کے جسے وہ چھپا نہ سکے اور اس راز کو وہ بھی نہ چھپا سکتے تھے۔ نہ جھٹلا سکتے تھے۔

(حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ 177 تا 181)

○○○

جانے والوں کو جو نہ روک سکے
آنسوؤں کو وہ کیسے روکیں گے

انکی یادیں کبھی نہ کم ہونگی
لمحے۔ برسوں کے ہو کے گذریں گے

کسے رہنا سدا میسّر ہے
باری آئی تو ہم بھی چلدیں گے

آنسوؤں سے اگر وہ آجائیں
ہم بھی آنسو بہا کے دیکھیں گے

صبر ہے نعمتِ خداوندی
اس پہ قدرت خدا سے مانگیں گے

جسکا بیٹا جوان چھن جائے
اسکے صبر و رضا کو دیکھیں گے

صبر مشکل ترین منزل ہے
اسکے شیریں ثمار دیکھیں گے

جانے والوں کو قرب ہو حاصل
یہ دعا ہم خدا سے مانگیں گے

انکے جانے سے۔ جو ہوئے ہیں خلاء
ان کا نعم البدل بھی مانگیں گے

کوئی جاکر کبھی نہیں لوٹا
وہاں ہے کیا؟ جا کے دیکھیں گے

احمدی بیگم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نبیلہ رفیق فوزی۔ناروے

بادشاہت - ماضی وحال

سالہا سال کے تاریخی مراحل سے گزر کر آج کی دنیا کے سامنے قدیم بادشاہت کی شکل اس طرح سے بنتی ہے کہ وہ لازمی طور پر آج کی تہذیب کے انسان کو ایک الوہی ذات کا تصور پیش کرتی ہے۔

اٹھارویں صدی سے پہلے تک کی بادشاہت کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو احساس ہو گا کہ اٹھارویں صدی میں ایک بادشاہ کی شخصیت اور اس کی بادشاہت کی جو شان سامنے آئی ہے وہ ایک دن ہی میں نہیں بن گئی۔ بلکہ اس کا ارتقاء انسانی تہذیب کے ساتھ ساتھ عمل میں آیا ہے۔ تاریخ کے مطالعہ سے اگرچہ ہمیں یہ علم ہوتا ہے کہ دنیا کے تقریباً ہر خطے میں بادشاہت کا ایک اپنا انداز تھا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ تمام دنیا میں جہاں جہاں بھی بادشاہت قائم ہوئی اس کا اصل مقصد ساری سلطنت میں صرف ایک ذات کو اتنا الوہی' مقدس' عظیم' طاقت ور' محبوب اور اتنا بلند وبالا تصور کر لینا تھا کہ جس کے بعد خالق کل کائنات اور بادشاہ کے درمیان تھوڑا فاصلہ ہی رہ جاتا تھا۔ دیکھنا یہ ہے کہ دنیا کے طول وعرض میں پھیلی ہوئی ریاستوں کے شہنشاہ اپنے آپ کو فرعونیت اور خدائیت کے کس مقام پر سمجھتے تھے۔

اور ان کی رعایا کس حد تک ان کی خدائی کے نیچے تھی اور اسلام کے ظہور کے بعد اسلامی بادشاہوں نے اپنے اندر عاجزی اور خدا خوفی کا مادہ پیدا کیا یا نہیں؟ اور کیا آج کے دور کے بادشاہ بھی اپنے اندر زمانہ ماقبل کے بادشاہوں کے خواص رکھتے ہیں۔؟

سب سے آخر میں ہم دیکھیں گے کہ حضرت بانی سلسلہ' حضرت امام جماعت الثانی نے بادشاہت وشہنشائیت کے بارہ میں کیا فرمایا۔

اگر ہم اٹھارویں صدی سے پہلے کے زمانہ کی بادشاہت پر نظر ڈالیں تو ان کے مختلف قسم کے طور و اطوار قواعد و قوانین شاہی القابات و عادات رعایا اور بادشاہ کی ذات کا نمایاں فرق رعایا کی مظلومیت اور بادشاہوں کے مظالم عزت و ذلت کے پیمانوں کا حد درجہ فرق جیسے مظاہر سامنے آتے ہیں۔

ایک انگلش مورخ اپنی کتاب Golden bough جس میں اس نے مختلف اقوام و ممالک کے مختلف بادشاہوں کے بارہ میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ لکھتا ہے کہ اس وقت کے بادشاہ کو ساحر یا جادوگر کہنا زیادہ مناسب ہو گا۔ دراصل اس زمانہ کے بادشاہ خود بھی اپنے آپ کو چاند یا سورج کا بیٹا ہی تصور کرتے تھے کیونکہ چاند اور سورج اس وقت کے دیوتا تصور کئے جاتے تھے۔

☆ سلطنت پیرو کے لوگ بادشاہ کو سورج کا بیٹا سمجھتے تھے

☆ میکسیکو کے بادشاہ مونیزیوما کو اس کی رعایا دیوتا کی طرح پوجتی

☆ قدیم ہندوستان کے سورج بنسی اور چندر بنسی شاہی خاندان سورج اور چاند کی اولاد تصور کئے جاتے۔

☆ بابل کے ملک میں بھی ہزاروں سال سے بادشاہت چل رہی تھی۔ اس ملک کے بادشاہ چاند اور سورج کے بھائی کہلائے جاتے تھے۔

☆ مصر کے بادشاہ کو بھی خدا سمجھا جاتا تھا اور ان کے القابات سورج دیوتا سے ماخوذ ہوتے تھے۔

☆ قدیم ایران میں یہ دستور ہوتا تھا کہ بادشاہ کے سامنے حاضر ہوتے وقت لوگ اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیتے تھے اور یہ لفظ بولتے تھے (میوزم) یعنی میں جل رہا ہوں۔

☆ منگولیا کے لوگ بادشاہ کی ہر چیز کو جادو کا سمجھتے تھے اگر کبھی بادشاہ کو قتل کرنے کی نوبت آتی تو اسے قالین میں لپیٹ کر مارتے اور جسم سے لگی کسی چیز کو جسم سے الگ نہ ہونے دیتے کیونکہ ان کو یہ خوف ہوتا کہ چونکہ بادشاہ کی ہر چیز پر جادو کا اثر ہے لہٰذا ایسا نہ ہو کہ اس کے جسم سے لپٹی کوئی چیز بھی مخالف پر جادو کر دے۔

☆ چین میں لمبے بال رکھنا بھی ایک شاہی علامت بن چکا تھا لہٰذا منگول بادشاہ بھی لمبے بال رکھتے تھے۔

☆ زمانہ قدیم میں اگر بادشاہ کسی بیماری میں گرفتار ہو جاتا یا بیماری طول پکڑ جاتی' یا اور کوئی جسمانی عارضہ لاحق ہو جاتا تو اس کے مشیر اس کو موت کے گھاٹ اتار دیتے تھے۔

☆ قدیم میسوپوٹامیہ کے مصنف Frye نے لکھا ہے کہ جہاں بادشاہ سب سے اعلیٰ و ارفع شخصیت تھی وہاں اس کی ذات پر بھی کچھ قوانین کا اطلاق ہوتا تھا بعض علاقوں میں بادشاہ کے چہرے پر ہر وقت نقاب پڑا رہتا تھا تاکہ کوئی اس کا چہرہ نہ دیکھ سکے۔ حتیٰ کہ کھانے پینے کے وقت بھی نقاب میں ہی ہوتا جس کا مطلب یہ تھا کہ بادشاہ پر کسی کی نظر بد نہ پڑے۔

☆ ہندوؤں کا ایک فرقہ کسی زمانہ میں یہ عقیدہ رکھتا تھا کہ ان کا مہاراجہ کرشن کا نمائندہ یا خود کرشن ہے۔ اس عقیدہ کی وجہ سے اس کے فرقہ کا ہر مرد بوڑھا اور بچہ اپنی ذات اور مال کو بادشاہ کی ذات کے لئے قربان کرنے کو تیار رہتا تھا۔

☆ بادشاہ سے عقیدت شرک کی حد تک تھی اس کی ذات کے بارہ میں غلط انداز سے سوچنا بھی بغاوت میں شامل ہوتا تھا۔ خواب میں بھی بادشاہ کے خلاف بغاوت ایک بڑا جرم تصور کی جاتی تھی "دبستان مذاہب" میں لکھا ہے کہ قدیم ایران میں بہمن بادشاہ کے جرنیل گل شاسپ نے خواب میں دیکھا کہ وہ بادشاہ وقت کے خلاف بغاوت کر رہا ہے صبح اٹھ کر اس نے خواب اپنے ساتھیوں کو بتا دی لہٰذا بادشاہ کے جانثار اور وفادار کارکنوں نے اپنے جرنیل کو محض خواب کی بناء پر قتل کر ڈالا۔

بادشاہ کی شخصیت کے ساتھ ساتھ اگر ہم اس کے ماحول رہن سہن' طور طریقے' بادشاہت کے اختیارات اور دائرہ عمل' بادشاہ کے دوسرے عوام کے ساتھ تعلقات دربار کی شاہانہ رسومات اور روایات کو دیکھیں تو آج کے دور میں بسنے والے لوگوں کے لئے یہ ایک عجیب و غریب خواب سے کم نہیں ہو گا۔

روایتاً کہہ لیں یا قانوناً زمانہ قدیم سے لے کر ہندوستان کے آخری مغل بادشاہوں کے عروج تک رعایا کے ہر فرد کی جان و مال بادشاہ کے قبضے میں ہوتی۔ صرف بادشاہ ہی کیا' شاہی خاندان کا ہر فرد مرد ہو یا عورت ہر کوئی اپنے آپ کو خدا سے کم نہ سمجھتا۔ بڑے آدمی کا نوکر بھی بڑا ہی ہوتا ہے کے مصداق بادشاہ کا ہر چھوٹا بڑا عہدے دار یا کارندہ اپنی اپنی سطح پر اپنے آپ کو خدا سے کم نہ سمجھتا اپنے سے نیچی سطح کے کارکن یا عام رعایا کے فرد کو سزا سناتا جو چھوٹی سے چھوٹی ہو کر موت تک بھی ہو سکتی تھی۔

رعایا کا مال لوٹنا گھر سے بے گھر کرنا ان کے نزدیک معمولی بات تھی گو کہ ہر عہدے دار اور شاہی خاندان کے دوسرے افراد بخوبی جانتے تھے کہ ان کی اپنی جان بھی بادشاہ یا اپنے سے بڑے افسر کے ابرو کے ایک اشارے سے جسم سے الگ ہو سکتی ہے۔ پھر بھی اپنے اپنے دائرے میں ہر کوئی فرعونیت کے مقام پر کھڑا نظر آتا۔

شاہی درباروں اور محلات کا اندرونی منظر ایک طلسماتی جنت سے کم نہ ہوتا۔ سینکڑوں کی تعداد میں غلام اور کنیزیں مختلف خدمات پر مامور ہوتے بعض درباروں میں بادشاہ کی آمد پر سر جھکا لئے جاتے اور جب تک بادشاہ اجازت نہ دیتا جھکے ہوئے سروں کو اوپر اٹھانے کی جرات کسی درباری میں نہ ہوتی جبکہ بعض بادشاہوں کے دربار میں بادشاہ کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم نافذ تھا حکم عدولی پر سنگین سے سنگین سزا سنا دی جاتی

ظہور اسلام کے بعد ساری تاریخ کا مطالعہ کر کے دیکھ لیں بہت کم بادشاہ یا حکمران ہمیں ایسے نظر آئیں گے جنہوں نے اپنے آپ کو خدا خوفی اور عاجزی کے ادنیٰ ترین مقام پر رکھنے کی کوشش کی وگرنہ اسلامی ریاستوں پر حکمرانی کرنے والے مسلمان بادشاہ بھی محض نام کے مسلمان تھے فرعونیت سفاکی' ظلم و تعدی' اسراف' بدعات' دینی تعلیم کا عملی مذاق اپنے ناموں کے ساتھ بڑے سے بڑا القب اور نئے سے نئے خطابات کا اضافہ ان کی روزمرہ زندگی کا حصہ تھا بلکہ شہنشائیت کی معراج ہی ان تمام مندرجہ بالا عوامل پر ہوتی۔

مغل بادشاہ جہانگیر کے عدل جہانگیری کے قصے اکبر بادشاہ کے متعلق یہ روایت کہ اس نے اپنی بادشاہت کے زمانہ میں کوئی ناحق قتل نہیں کروایا بابر بادشاہ کی دریا دلی اور سخاوت اورنگزیب کی عملی طور پر مذہب میں اور رعایا کی خوشحالی میں دلچسپی جیسی چند ایک مثالوں سے یہ مراد ہرگز نہیں کہ ہم ان مغل مسلمان بادشاہوں کو تقویٰ کے کسی معیار پر پرکھنا شروع کر دیں۔

انیسویں صدی کے بعد حالات نے ایک دم پلٹا کھایا اور بادشاہ کی ذات خدائی سے نیچے اترتے اترتے اب تک بالکل رعایا کی ووٹنگ کی محتاج بن کر رہ گئی ہے۔

کسی مفکر کا قول ہے کہ ایک وقت آئے گا جب دنیا میں صرف پانچ بادشاہ رہ جائیں گے چار تاش کے اور ایک برطانیہ کا۔

مطلق العنان بادشاہت رفتہ رفتہ آئینی بادشاہت کا رنگ اختیار کرتی جا رہی ہے۔ چڑھتے سورج کی سرزمین جاپان کا بادشاہ جو کبھی سورج دیوتا کا بیٹا شمار ہوتا تھا۔ آج صرف ایک عاجز انسان ہے ملایا کی بادشاہت محض انتخابی بن کر رہ گئی ہے۔

اگرچہ بادشاہت اب آہستہ آہستہ ختم ہوتی جا رہی ہے۔ لیکن خدا کے وعدہ کے مطابق ایک وقت ایسا ضرور آئے گا کہ دنیا میں اتنے بادشاہ ضرور رہ جائیں گے جو حضرت بانی سلسلہ کی غلامی میں اپنی بادشاہت چلانے میں فخر محسوس کریں گے اور ان کی حکومتیں حضرت بانی سلسلہ کے جاری کردہ روحانی چشموں سے فیض پائیں گی

حضرت امام جماعت الثانی نے اپنی کتاب انقلاب حقیقی میں دنیا میں پائے جانے والے مختلف شاہی نظاموں کا تجزیہ کیا اور بتایا کہ ایران کا شاہی نظام ہندوستان اور دوسرے ممالک کے شاہی نظاموں سے اس رنگ میں مختلف ہے کہ ایک زبردست بادشاہ ایک کمزور اور چھوٹے بادشاہ کی اس لئے اطاعت کرتا ہے کہ وہ کمزور بادشاہ اس کا شہنشاہ ہے یہ صرف ایرانی فلسفہ کی ایجاد ہے آپ فرماتے ہیں ایرانی تاریخ میں بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ اصل بادشاہ کمزور ہو گیا ہے اور ماتحت بادشاہ بہت طاقت پکڑ گئے ہیں لیکن شہنشاہ کی آواز پر سب مدد کے لئے حاضر ہو گئے۔ آج کی برطانوی ایمپائر اور آخری زمانہ کی خلافت عباسیہ درحقیقت اسی فلسفہ کی نقلیں تھیں۔

اسی سلسلہ میں حضرت امام جماعت الثانی مزید فرماتے ہیں کہ ایرانی تہذیب کی بنیاد تعاون باہمی کے فلسفہ پر قائم تھی یہی وجہ ہے کہ ایرانی تہذیب نے پہلے پہل اس خیال کی بنیاد رکھی جسے ایمپائر یا شہنشاہیت کہتے ہیں درحقیقت یہ خیال بھی ان کے اس عقیدہ کے نتیجہ میں پیدا ہوا جب انہوں نے یہ تسلیم کیا کہ دو خدا ہیں جو آزاد بھی ہیں لیکن پھر ایک دوسرے سے بڑا بھی ہے تو انہوں نے دنیا میں بھی ایسا نظام ایجاد کیا کہ ایک بڑا بادشاہ ہو اور بعض اس سے چھوٹے بادشاہ ہوں جو آزاد بھی ہوں۔ اور پھر ایک بالا طاقت کے ماتحت بھی ہوں اور اسی عقیدہ سے شہنشاہیت کے خیال کو نشوونما حاصل ہوئی۔

بالآخر ہر چیز ہر نظریہ اپنے منطقی نتیجے پر پہنچتا ہے۔ جس طرح کائنات کی ہر چیز آہستہ آہستہ وقت کے ساتھ ساتھ اپنے ارتقائی مراحل طے کر کے ایک حتمی اور ٹھوس صورت میں ڈھلتی گئی اس طرح نظریہ بادشاہت اور بادشاہت کا قیام بھی اپنی تمام تر جولانیوں اور حشر سامانیوں کے ساتھ ہزاروں برسوں سے دنیا کے گوشے گوشے میں جلوہ گر تھا۔ وقت اور مصلحت نے بالآخر اس نظریئے کے نیچے سے بھی زمین سرکانی شروع کر دی اور اب وہ وقت آگیا ہے کہ جب

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میر قمر سلیمان احمد نائب وکیل وقف نو

دانتوں کی حفاظت

دانت قدرت نے ہمیں کھانا اچھی طرح چبانے کے لئے عطا فرمائے ہیں اور دانتوں میں سے گذر کر جب کھانا ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے اور لعاب دہن کے ساتھ مل جاتا ہے تو اس پر ہضم کا عمل عمدگی سے ہو سکتا ہے۔

غذا کے جزو بدن بنانے کا عمل منہ سے ہی شروع ہوتا ہے اور لقمہ منہ میں ڈالنے کے بعد دانت اسے باریک ذروں میں تقسیم کر دیتے ہیں اور لعاب دہن میں ایک قسم کا خامرہ Ptyalin ہوتا ہے جو ناقابل ہضم غذائی مرکبات کو ایسے مرکبات میں تبدیل کرنا شروع کر دیتا ہے جو ہمارے خون میں جذب ہو سکیں اس طرح غذا کے منہ میں پہنچتے ہی ہضم کا عمل شروع ہو جاتا ہے اور اس عمل میں دانت جتنی عمدگی سے اپنا کام کریں گے غذا اتنی ہی آسانی سے جزو بدن بنے گی۔

دانتوں کی ساخت کا اگر ہم جائزہ لیں تو بیرونی طور پر اس کے تین حصے ہوتے ہیں۔ ایک نظر آنے والا حصہ جسے Crown کہتے ہیں۔ دوسرا حصہ اس کے نیچے سے شروع ہوتا ہے جسے Neck کہتے ہیں۔ یہ حصہ آدھا منہ میں اور آدھا جبڑے کی ہڈی میں ہوتا ہے۔ تیسرا حصہ Root یا جڑ کہلاتا ہے۔ یہ حصہ سارے کا سارا جبڑے کی ہڈی میں ہوتا ہے۔

اندرونی طور پر بھی دانت تین حصوں میں تقسیم ہوتا ہے۔ اوپر کا سخت حصہ جسے انیمل Enamel کہتے ہیں۔ یہ انسانی جسم کا سخت ترین حصہ ہوتا ہے۔ اس کی موٹائی 0.25 تا 0.3 ملی میٹر ہوتی ہے۔ اور یہ زیادہ تر کیلشیم اور فاسفورس سے بنا ہوتا ہے۔ فلورائیڈ اس پر عمل کر کے فلورو ہائیڈرو ایپی ٹائٹ بناتا ہے جو جراثیم کو دانتوں پر حملہ کرنے سے روکتا ہے۔ اور دانتوں پر کیڑا نہیں لگتا۔ دوسرا حصہ Dentine کہلاتا ہے اس کا رنگ ہلکا پیلا ہوتا ہے۔ دانتوں کا زیادہ تر حجم اس کی وجہ سے ہوتا ہے یہ بھی کیلشیم اور فاسفورس سے بنتا ہے۔ لیکن یہ انیمل جتنا مضبوط نہیں ہوتا۔ بعض اعصاب اس تک پہنچے ہوتے ہیں جس سے مریض کو کسی شئے کے زیادہ گرم یا ٹھنڈے لگنے کا احساس ہوتا ہے۔ اور خون کی نالیاں اور اعصاب یہاں ہی ہوتے ہیں۔

دانتوں کے Crown میں یہ تینوں حصے دیکھے جا سکتے ہیں اس لئے کراؤن کی بڑی حفاظت کرنی چاہئے نیچے سے مختلف دانتوں کی مختلف تعداد میں جڑیں ہوتی ہیں جو ایک سے لیکر تین تک ہو سکتی ہیں۔ دانت جبڑے کی ہڈی سے بالکل ہی جڑے ہوئے نہیں ہوتے بلکہ معلق ہوتے ہیں اور خاص قسم کے ریشے ان کے اور جبڑے کی ہڈی کے درمیان شاک آبزاربر کا کام دیتے ہیں۔

اگر باقاعدہ دانتوں کی صفائی نہ کی جائے تو اس پر ایک پتلی' جیلی نما جھلی بن جاتی ہے جسے Dental Plaque کہا جاتا ہے۔ یہ جھلی منہ میں پائے جانے والے جراثیم کے لئے ایک بہت عمدہ پناہ گاہ ہے اور وہ فوراً اس پر اپنی رہائش گاہ بنا لیتے ہیں اور پھر آہستہ آہستہ ایسے مادے خارج کرتے ہیں جن کے نتیجہ میں دانتوں کے اوپر اور خاص طور پر ایسے کونوں کھدروں میں جہاں صفائی مشکل ہے سخت قسم کی تہیں جنہیں Tartar کہتے ہیں جم جاتی ہیں اور یہ جراثیم ان سخت تہوں کے نیچے اطمینان سے اپنی افزائش نسل کرتے رہتے ہیں اور دانت کو کھاتے رہتے ہیں۔ حتیٰ کہ یہ انیمل میں سے گذر کر Dentine تک پہنچ جاتے ہیں اور پھر اسے بھی ختم کرتے ہیں یہاں تک کہ دانت کا کھوکھلا حصہ باہر کی فضا سے براہ راست مل جاتا ہے اور وہ اعصاب اور خون کی باریک نالیاں جو انیمل اور ڈینٹین کے مضبوط حصار میں موجود ہوتی ہیں باہر سے جڑ جاتی ہیں اور ایسے میں انسان اگر گرم یا ٹھنڈی چیز استعمال کرے تو وہ اعصاب پر براہ راست لگنے سے انسان شدید تکلیف محسوس کرتا ہے۔ بعد میں دانت کی جڑ کے نیچے پیپ پڑ جاتی ہے۔

دانت کے اس طرح کھائے جانے کو کیریز (Caries) کہتے ہیں۔ چھوٹے بچوں میں بالعموم چھ ماہ کی عمر میں دانت نکلنے شروع ہو جاتے ہیں اور یہ دانت تقریباً سات سے بارہ سال کی عمر تک رہتے ہیں۔ اس عمر کی limit کو Mixed Dentition کہتے ہیں۔ یعنی کہ اس میں دودھ کے دانت بھی ہوتے ہیں اور اصلی دانت بھی ہوتے ہیں۔ 12 سال کی عمر کے بعد سارے دودھ کے دانت گر جاتے ہیں اور Permanent دانتوں کا سیٹ آجاتا ہے۔ جو کہ ان کے نیچے موجود ہوتا ہے۔ اور پھر انسان کی زندگی کے ساتھ چلتا ہے۔ بچوں کے پہلے سیٹ میں کل 20 دانت ہوتے ہیں یعنی دس اوپر کے جبڑے میں اور دس نچلے جبڑے میں۔ بڑوں میں دانتوں کی تعداد 32 ہو جاتی ہے۔ جن میں 16 اوپر اور 16 نچلے جبڑے میں۔

اگر بچوں کا پہلا سیٹ خراب ہو جائے تو اس کا لازمی اثر دوسرے سیٹ پر پڑتا ہے جو نیچے موجود ہوتا ہے۔ اور پہلے سیٹ کی خرابی سے دوسرا سیٹ بھی خراب ہو سکتا ہے۔ اور خوبصورتی اور سدھائی سے نکلنے کی بجائے بے ڈھنگا اور ٹیڑھا میڑھا بھی نکل سکتا ہے۔ جس سے نہ صرف چہرے کی خوبصورتی متاثر ہوتی ہے بلکہ ٹیڑھے دانتوں کے رخنوں کی درست طور پر صفائی نہ ہونے کی وجہ سے ایسے چھپے ہوئے کونوں پر جراثیم کے حملہ کا امکان بھی بڑھ جاتا ہے۔ اس لئے یہ بہت ضروری ہے کہ بچوں کو بچپن سے ہی دانتوں کی صفائی کی عادت ڈالی جائے۔

دانتوں کی اگر باقاعدہ صفائی نہ کی جائے تو جہاں انسان کی جسمانی صحت پر اثر پڑتا ہے وہاں معاشرہ میں بھی اسے خوش آمدید نہیں کہا جاتا کیونکہ اس کے منہ سے ناگوار بو آتی ہے جو انہی جراثیم کی کارروائیوں کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ جب یہ جراثیم منہ میں رہتے ہیں تو یہ ایک خاص قسم کے تیزاب Lactic Acid اور Pyruvic Acid تیار کرتے ہیں۔ یہ تیزاب دانتوں پر اثر کرتے ہیں اور جراثیم اور یہ تیزاب مل کر منہ کی بو بناتے ہیں۔

قدرت نے کچھ انتظام خود بھی ایسا رکھا ہے کہ لعاب دہن بذات خود جراثیم کش ہے اور اس کے نکلتے رہنے سے منہ کی صفائی ہوتی رہتی ہے۔ بوڑھے افراد میں جہاں لعاب دہن کا اخراج کم ہو جاتا ہے منہ کی ناگوار بو بڑھ جاتی ہے جبکہ بچوں میں بہت زیادہ لعاب کے اخراج کے نتیجہ میں یہ بو ختم ہو جاتی ہے۔

معلم انسانیت آنحضور ﷺ نے منہ کی صفائی پر اس قدر زور دیا ہے کہ اب جب کہ موجودہ تحقیقات نے دنیا کو اس کی اہمیت سائنسی تجربات کی روشنی میں بیان کر دی ہے حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح آج سے چودہ صدیاں قبل یہ تمام باتیں آنحضور ﷺ پہلے ہی سمجھا چکے تھے۔

آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر میری امت پر یہ بات مشکل نہ ہوتی تو میں انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

اور پھر فرمایا کہ تمہارے منہ قرآن کے لئے راستہ ہیں۔ ان کو مسواک کے ذریعہ سے پاک رکھو۔

اور پھر ارشاد ہے کہ مسواک کیا کرو کیونکہ مسواک منہ کے لئے پاکیزگی کا اور اللہ کی رضا کا باعث ہے۔ جبرئیل جب بھی میرے پاس آتے ہیں تو مجھے مسواک کا حکم دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ مجھے یہ خوف دامنگیر ہو جاتا ہے کہ کہیں مجھ پر اور میری قوم پر اسے فرض نہ کر دیا جائے۔ اور اگر مجھے اس بات کا خیال نہ ہوتا کہ میری امت پر یہ بات مشقت والی ہوگی تو میں ان پر مسواک کرنا ضرور فرض کر دیتا۔ میں مسواک کرتا ہوں یہاں تک کہ مجھے ڈر لگنے لگتا ہے کہ کہیں میرا منہ نہ چھل جائے۔

مسواک کی دائیں سے بائیں حرکت یا اوپر سے نیچے کی حرکت کے بارہ میں ایک ڈینٹل سرجن نے بتایا کہ دراصل مسوڑھوں اور دانتوں کے درمیان تقریباً دو ملی میٹر کا فاصلہ ہوتا ہے اور اسی جگہ جراثیم سب سے زیادہ پرورش پاتے ہیں۔ دانتوں کی صفائی میں یہ بات مدنظر رکھنی چاہئے کہ برش یا مسواک اس درمیانی حصہ کی صفائی کرے۔ چنانچہ اسے اچھی طرح حرکت دینے سے برش کے بال اس فاصلہ میں داخل ہو کر زیادہ عمدگی سے صفائی کر سکتے ہیں جبکہ تھوڑی سی حرکت سے صفائی اتنی اچھی طرح نہیں ہو سکتی۔ اس لئے برش کرتے وقت خاصا وقت صرف کرنا چاہئے۔ جب مسوڑھوں اور دانتوں کے اس درمیانی فاصلہ کی صفائی کے لئے برش چلایا جاتا ہے تو لامحالہ مسوڑھے کچھ زخمی ہوتے ہیں اور اگر جراثیم بہت زیادہ تعداد میں موجود ہیں اور مسوڑھوں کو کمزور کر رہے ہیں تو مسوڑھے زیادہ جلدی زخمی ہو جاتے ہیں اور ان سے خون جاری ہو جاتا ہے۔ بعض لوگ اس خون سے گھبرا جاتے ہیں حالانکہ اگر مسوڑھوں کے درمیان صفائی کے نتیجہ میں خون نکل رہا ہے تو صفائی سے ہاتھ نہیں روکنے چاہئیں۔ جسم کا دفاعی نظام خود بخود اس جگہ کو تندرست کرتا رہتا ہے۔

دانتوں کی صفائی کے لئے مارکیٹ میں نئی نئی اقسام کی بہت سے ٹوتھ پیسٹ ملتی ہیں۔ ان میں سے کون سی ٹوتھ پیسٹ بہتر ہے۔ اس بارہ میں سائنس دانوں کی رائے ہے کہ اصل چیز برش ہے اور اس کا درست استعمال ہے خالی برش اگر اچھی طرح کیا جائے تو وہ بھی دانتوں کو صاف کر دیتا ہے۔ ٹوتھ پیسٹ کا کام بطور صابن کے ہے۔ اس لئے کسی قسم کی پیسٹ بھی کافی ہے۔ خواہ مخواہ پیسٹ پر زیادہ خرچ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ البتہ جن ممالک میں غذا میں یا پانی میں فلورائید کی کمی ہو تو وہاں فلورائیڈ والی پیسٹ استعمال کرنی چاہئے۔ لیکن ہمارے ملک میں اس قسم کا مسئلہ نہیں ہے۔ اس لئے کوئی سی بھی ٹوتھ پیسٹ ٹھیک ہے۔

مذہب میں منہ سے خارج ہونے والی بدبو کو بہت ناپسند کیا گیا ہے اور صرف روزہ کی حالت میں یہ بو خدا تعالیٰ کی پسندیدگی کا باعث ٹھہرتی ہے ورنہ عام حالات میں تو بدبودار چیزیں کھا کر بیوت الذکر میں آنے کو بھی پسند نہیں کیا گیا۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس سلسلہ میں تمام دوست خود بھی اور اپنے گھروں میں بھی منہ کی صفائی کو زیادہ سے زیادہ رواج دیں اور بچوں کو بچپن سے ہی اس کا عادی بنانے کی ضرورت ہے۔ خصوصاً واقفین نو کو۔

مسواک کی اہمیت کا اندازہ اس عظیم الشان شہادت سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ جب آنحضور ﷺ کے وصال کا وقت ہوا تو جو آخری دنیاوی کام آنحضور ﷺ نے فرمایا وہ مسواک کرنا تھا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات میرے گھر میں میری باری پر ہوئی۔ اللہ نے میرے اور آپ کے لعاب کو ملا دیا۔ (وہ اس طرح کہ) فرمایا۔ حضرت عبدالرحمان تشریف لائے جبکہ ان کے پاس مسواک تھی۔ آنحضرت ﷺ کمزوری کی وجہ سے مسواک چبا نہیں سکتے تھے۔ پس میں نے اس مسواک کو لے لیا اور اسے چبایا پھر اس کے ساتھ آنحضور ﷺ کے دندان مبارک صاف کئے۔

○ برطانیہ میں ڈاکٹروں نے ایک بچے کی پاؤں کے انگلیوں کو ہاتھوں کی انگلیوں کی جگہ کامیابی سے لگا دیا ہے۔ برطانوی اخبار ٹائمز کا کہنا ہے کہ یارک شائر میں پیدا ہونے والی ایک بچی کے ہاتھوں کی انگلیاں پیدائشی طور پر کم تھیں۔ انہوں نے امریکہ جا کر ڈاکٹروں سے کامیاب اپریشن کروایا جس پر 56 ہزار پونڈ خرچ آیا۔

○ آٹو چوری کی عالمی تحقیقاتی ایسوسی ایشن کی رپورٹ کے مطابق کار چوری کی فہرست میں آسٹریلیا دنیا بھر میں دوسرے نمبر پر آگیا ہے۔ جبکہ اس فہرست میں برطانیہ بدستور پہلے نمبر پر ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرم راجہ محمد یعقوب خان صاحب صدر محلہ دار الصدر شرقی ربوہ کے چھوٹے بھائی میجر محمد الیاس خاں صاحب کی اہلیہ عزیزہ انیسہ صاحبہ کے دل کا بائی پاس اپریشن دس مارچ کو ڈیفنس ہسپتال لاہور میں ہو گیا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامیاب رہا۔ شفایابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

○ ملک بھر میں اکثر سکولوں میں بچوں کے امتحانات ہو رہے ہیں۔ نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ میں بھی بچوں کے سالانہ امتحانات 12-مارچ سے شروع ہیں۔ جملہ احباب کی خدمت میں تمام احمدی بچوں کی نمایاں کامیابی کے لئے خصوصی درخواست دعا ہے۔

ولادت

○ مکرم خالد محمود صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ پنڈ بیگوال۔ اسلام آباد کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ 98-3-5 کو بیٹی سے نوازا ہے۔ حضرت صاحب نے ازراہ شفقت بچی کا نام سائرہ محمود عطا فرمایا ہے۔ بچی وقف نو میں شامل ہے۔ احباب سے بچی کے نیک اور خادمہ دین ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

سانحہ ارتحال

○ مکرم سید طارق محمود احمد صاحب کارکن نظارت علیا ربوہ کے والد سید نیاز محمد شاہ صاحب ولد سید گوجر شاہ صاحب آف ہوشیار پور حال دار الیمن غربی ربوہ مورخہ 6- مارچ 1998ء بعمر 77 سال وفات پا گئے۔ آپ کو اسیر راہ مولا رہنے کا شرف بھی حاصل ہے۔ احباب سے ان کی بلندی درجات کے لئے درخواست دعا ہے۔

اعلان داخلہ عائشہ دینیات اکیڈمی

برائے طالبات

○ عائشہ دینیات اکیڈمی برائے طالبات ربوہ میں درجہ اولیٰ کے پہلے سمیسٹر کا داخلہ اور حفظ کلاس کا داخلہ 12-اپریل 1998ء تا 15-اپریل 1998ء جاری رہے گا۔ ہر دو داخلہ جات کے لئے جملہ معلومات حاصل کرنے کے لئے ادارہ کے ساتھ رابطہ قائم کریں۔ جمعہ اور ہفتہ کی تعطیلات کے علاوہ یہ ادارہ روزانہ ساڑھے آٹھ تا ایک بج کر دس منٹ تک کھلا رہتا ہے۔

(پرنسپل عائشہ دینیات اکیڈمی لجنہ۔ بیرکس ربوہ)

اعلان تبدیلی تاریخ انٹرویو

داخلہ مدرستہ الحفظ

○ مدرستہ الحفظ میں داخلہ کیلئے انٹرویو 31-مارچ بروز منگل بوقت آٹھ بجے صبح جامعہ احمدیہ میں ہو گا۔ کامیاب طلبا کا دوسرے روز وکالت دیوان میں انٹرویو ہو گا بعد ازاں پھر طبی معائنہ ہو گا۔

داخلہ کی شرائط حسب ذیل ہیں۔

۱۔ عمر 12 سال سے زائد نہ ہو (10 سال ہو تو ترجیح دی جائے گی)

۲۔ پرائمری پاس ہو' کمزور صحت اور کمزور نظر کے طلباء داخلہ کیلئے نہ بھیجے جائیں۔

۳۔ کلام الٰہی ناظرہ مکمل پڑھا ہو اور حافظہ اچھا ہو۔

۴۔ درخواست پر پریذیڈنٹ یا امیر صاحب کی تصدیق کے ساتھ طالب علم کے والد اور والدہ کے دستخط یا نشان انگوٹھا ضروری ہیں۔

۵۔ درخواست داخلہ نگران مدرستہ الحفظ جامعہ احمدیہ کے نام آنی چاہئیں۔

۶۔ انٹرویو میں کامیابی کی صورت میں داخلہ کے وقت پرائمری پاس سرٹیفکیٹ ہمراہ لانا ضروری ہے۔

۷۔ نئی کلاس کا اجراء مورخہ 16- اپریل 1998ء بروز جمعرات ہو گا۔

(نگران مدرستہ الحفظ)

اعلان دارالقضاء

○ (مکرم خالد منیر احمد صاحب بابت ترکہ مکرمہ مبارکہ قمر صاحبہ)

مکرم خالد منیر احمد صاحب ابن مکرم کیپٹن ڈاکٹر بشیر احمد صاحب ساکن 19/28 دار الرحمت شرقی (ب) ربوہ نے درخواست دی ہے کہ میری والدہ محترمہ مبارکہ قمر صاحبہ بقضائے الٰہی وفات پا گئی ہیں۔ قطعہ نمبر 5/15 گولبازار ربوہ برقبہ 10 مرلہ کے 1/2 حصہ میں ان کا تیسرا حصہ ہے۔ یہ حصہ درج ذیل ورثاء کے نام منتقل کیا جائے۔

۱۔ محترمہ ناصرہ رشید صاحبہ (بیٹی)
۲۔ محترمہ فاخرہ سعید صاحبہ (بیٹی)
۳۔ محترمہ نادرہ رامہ صاحبہ (بیٹی)
۴۔ محترمہ بشریٰ مظفر صاحبہ (بیٹی)

دیگر ورثاء جن کو اس انتقال پر کوئی اعتراض نہ ہے' یہ ہیں۔

۱۔ مکرم خالد منیر احمد صاحب (بیٹا)
۲۔ مکرمہ شاہدہ متین صاحبہ (بیٹی)
۳۔ مکرمہ نبیلہ رفیق صاحبہ (بیٹی)
۴۔ مکرمہ امتہ الاخر زرین صاحبہ (بیٹی)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دار القضاء ربوہ میں اطلاع دیں۔

م دار القضاء ربوہ)

خدام کی توجہ کے لئے

○ ماہ مارچ میں مطالعہ کتب کے سلسلہ میں خدام کے لئے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی کتاب شحنہ حق مقرر ہے خدام کثرت سے اس کا مطالعہ کریں اور قائدین کے ذریعہ مرکز کو رپورٹ سے مطلع کریں۔

(مہتمم تعلیم)

ضروری اعلان

○ سوئمنگ پول امسال اپریل کے پہلے ہفتے میں کھلے گا اس کے لئے لائف گارڈ کی ضرورت ہے۔ جو احباب سوئمنگ میں مہارت رکھتے ہوں وہ اپنی درخواست صدر صاحب محلہ کی تصدیق کے ساتھ دفتر سوئمنگ پول فیکٹری ایریا ربوہ میں جمع کروائیں۔

(انچارج سوئمنگ پول ربوہ)

اولاد وقف کرنے والے

والدین کیلئے ضروری اعلان

○ احباب جماعت میں سے ایسے والدین جن کے بچے خدمت دین کیلئے "وقف اولاد" کے تحت وقف ہیں اور یہ بچے اس سال (1998ء) میٹرک کا امتحان دے رہے ہیں وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ کو اطلاع دیں تاکہ ان کے وقف اور آئندہ کے پروگرام کے بارہ میں ان بچوں سے براہ راست بھی خط و کتابت کی جاسکے۔

۱۔ اس بارہ میں وکالت دیوان کی سابقہ چٹھی کے نمبر اور تاریخ کا حوالہ ضرور دیں نیز اطلاع دیں کہ میٹرک کرنے کے بعد کیا ارادہ ہے۔

۲۔ بچے کلام الٰہی ناظرہ صحت کے ساتھ پڑھنا سیکھیں۔ روزانہ کلام الٰہی کی تلاوت کرتے رہیں۔ دینی معلومات اور معلومات عامہ کو بہتر بنائیں۔

۳۔ میٹرک کا امتحان دینے کے بعد خدام الاحمدیہ کی مرکزی تربیتی کلاس ربوہ میں ضرور شامل ہوں۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

تقریب شادی

○ مکرم نعیم احمد اقبال صاحب مربی سلسلہ کے چھوٹے بھائی مکرم منصور احمد مومن صاحب ابن مکرم چوہدری غفور احمد صاحب حال کیلگری کینیڈا سابق صدر جماعت احمدیہ چک 45 مرڑ ضلع شیخوپورہ اور مکرمہ حمیرہ عزیز صاحبہ بنت مکرم عزیز احمد صاحب بھٹی کا نکاح و شادی مورخہ 17 فروری 1998ء کو انجام پائی۔ بارات دار الرحمت شرقی ربوہ سے مکرم راجہ منیر احمد خاں صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی سربراہی میں کوٹ دیالداس ضلع شیخوپورہ پہنچی اسی روز محترم راجہ منیر احمد صاحب نے نکاح کا اعلان فرمایا اور رخصتی عمل میں آئی۔ مورخہ 18 فروری 1998ء کو ایوان محمود کے لان میں دعوت ولیمہ کا انعقاد کیا گیا اسی موقع پر محترم مولانا مبشر احمد کاہلوں صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی نے دعا کروائی۔ احباب کرام سے اس رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

بقیہ صفحہ 2

عمر طبعی پائے با اقبال ہو
ایک بھی اس کا نہ بینکا بال ہو

بلاشبہ آپ نے با اقبال عمر طبعی پائی اور خدا تعالیٰ کی خاص حفاظت میں اپنا لمحہ لمحہ گزارا۔ خطرات کے وقت حفاظت الٰہی بڑا انعام ہے۔ لیکن آپ کے ساتھ ملنے جلنے اور کام کرنے والے سبھی جانتے ہیں کہ آپ کسی مخالف یا دشمن کے خطرہ کو لمحہ بھر کے لئے بھی دل میں جگہ نہ دیتے تھے۔ اور نہ کبھی کسی خطرہ کے پیش نظر مغموم یا پریشان ہوتے تھے۔ ہاں البتہ اصل خطرہ یہ سمجھتے تھے کہ انسان کہیں بے خیالی یا بے توجہگی میں اللہ تعالیٰ سے غافل ہو۔ امام کی منشا مبارک اور توقع سے کہیں غیر ارادی طور پر بھی بے وفائی اور بے اعتنائی کا ارتکاب کر بیٹھے۔ خدا کی عاجز مخلوق سے برتاؤ میں کہیں انانیت یا نفسانیت کا شائبہ ظاہر ہو۔

یہ وہ خطرات تھے جن کو ہر آن پیش نظر رکھتے اور عاجزانہ دعاؤں اور صدقات کے ذریعہ ان خطرات کے خلاف حفاظت الٰہی کے طالب رہتے تھے۔ آج اگرچہ رسماً یہی کہا جا رہا ہے۔ کہ 10 دسمبر کو حضرت میاں صاحب خدا کے حضور حاضر ہو گئے۔ لیکن امر واقعہ یہی ہے اور خاکسار حضرت میاں صاحب کے ساتھ قریباً 17 سالہ گہری رفاقت کی بناء پر حتمیت کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ آپ جب تک جیتے رہے۔ عین خدا تعالیٰ کے حضور ہی جئے۔ اور کبھی کسی رنگ میں خدا تعالیٰ سے ادنیٰ سی دوری کو بھی روا نہیں رکھا۔ اور یہی درحقیقت انسان کی مبارک زندگی ٹھہرتی ہے کہ جئے تو خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہو کر جئے۔ مرنے کے بعد تو انسان کی خدا کے حضور حاضری بہر صورت ہونی ہی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت میاں صاحب کو 87 سالہ زندگی کی طرح اب نئی زندگی بھی بہت مبارک ہو۔ اور نہ صرف 13 مارچ 1911ء کی فضاء میں بلند ہونے والی اور دلی تڑپ کے ساتھ کی گئی دعائیں وہاں بھی ان کا ساتھ دیں بلکہ آج 13 مارچ 1998ء کو ہم عاجزوں کے زخمی دلوں سے اٹھنے والی عاجزانہ دعائیں بھی ان تک رسائی پائیں۔ اے خدا تو ایسا ہی کر!

بقیہ صفحہ 5

یہ نظریہ اپنے اندر کے تمام جراثیم روحانی چشموں سے دھو کر دین حق کے غلاموں کے قدموں سے لپٹ جائے گا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 12 مارچ-1998ء
درجہ حرارت کم ازکم 12 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 19 درجے سنٹی گریڈ

عالمی خبریں

○ تجزیہ نگاروں کے مطابق بھارت میں بی۔جے۔پی کی مخلوط حکومت کی اصل آزمائش پارلیمنٹ کے اندر ہو گی جب اسے حکومت بنانے کے بعد پارلیمنٹ سے اعتماد کا ووٹ لینا پڑے گا۔ زیادہ خیال یہی ہے کہ اعتماد کا ووٹ لے بھی لیا تو اس کے لئے اکثریت قائم رکھنا مشکل ہو گا اور جلد ہی اسے اقتدار چھوڑنا پڑے گا۔ کانگرس اور اتحادی جماعتوں نے انتہا پسندوں کو پارلیمنٹ میں شکست دینے کی کوششیں تیز کردی ہیں۔

○ لندن میں امریکہ برطانیہ فرانس جرمنی روس اور اٹلی کے وزرائے خارجہ پر مشتمل رابطہ گروپ کے اجلاس میں سربیا کے خلاف تجارت ' اسلحہ اور دیگر آلات کی فراہمی پر پابندی عائد کرنے پر اتفاق ہو گیا ہے اور سربیا پر بین الاقوامی پابندیاں عائد کردی گئی ہیں۔

○ ایران عرب امارات سے متنازعہ جزیروں پر مذاکرات کے لئے تیار ہو گیا ہے۔

○ سری لنکا بحریہ نے تامل باغیوں کی چار کشتیاں ڈبو دی ہیں۔ جس سے پندرہ باغی ہلاک ہو گئے۔ بحریہ کے جہازوں اور تامل باغیوں کی کشتیوں کے مابین جھڑپ میں بحریہ کے تین اہلکار بھی ہلاک ہو گئے۔

○ برطانوی جریدہ دی ٹائمز کی رپورٹ کے مطابق پارلیمنٹ کے ایوان بالا ہاؤس آف لارڈز سے شاہی خاندان کی مخصوص نشستوں میں کمی کر دی گئی ہے۔ شاہی خاندان کے لئے خدمت گاروں کا تعظیما جھکنا بھی ممنوع قرار دے دیا گیا ہے۔

○ عراقی تیل کی کھلی مارکیٹ میں فروخت کے نتیجہ میں تیل کی عالمی قیمتوں مین ایک تہائی کمی ہو گئی۔ قیمتوں میں اس قدر زیادتی کی کچھ ذمہ داری اوپیک پر بھی عائد ہوتی ہے۔ جس کے بعض اراکین کوٹے سے زیادہ تیل پیدا کرتے رہے۔

○ اقوام متحدہ نے عراقی محلات کے معائنہ کا طریق کار طے کر لیا ہے۔ آٹھ حساس مقامات کا معائنہ دو ہفتوں تک شروع ہو جائے گا۔ معائنہ کاروں کے ہمراہ سفارت کار بھی موجود ہوں گے۔

○ اسرائیلی فوجیوں کی اندھا دھند فائرنگ سے تین فلسطینی جاں بحق ہو گئے ہیں اور دو شدید زخمی ہو گئے۔ اسرائیل نے دعویٰ کیا ہے کہ ان لوگوں نے چیک پوسٹ توڑ کر بھاگنے کی کوشش کی۔ جبکہ فلسطینی ذرائع نے اسرائیلی دعویٰ کی نفی کی ہے۔

ملکی خبریں

○ حالیہ بم دھماکوں پر حکومت پاکستان نے بھارت سے باضابطہ احتجاج کیا ہے اور کہا ہے کہ اگر بھارت نے پاکستان میں فوری طور پر دہشت گردی کی کارروائیاں ختم نہ کیں تو اسے اس کے نتائج بھگتنا پڑیں گے۔ وفاقی کابینہ نے کہا ہے کہ پاکستان میں ہونے والے بم دھماکے "را" کی کارستانی ہے۔ عالمی برادری بھارت کو تخریب کاری سے روکے۔ حکومت پاکستان اس دہشت گردی کا ڈٹ کر مقابلہ کرے گی۔ ترجمان دفتر خارجہ نے کہا کہ سرکاری سرپرستی میں ہونے والی ایسی مجرمانہ وارداتوں سے کشیدگی میں مزید اضافہ ہو گا۔ پاک بھارت تعلقات میں پیچیدگیاں پیدا ہوں گی۔ بھارتی ڈپٹی ہائی کمشنر کو دفتر خارجہ طلب کر کے کہا گیا کہ پاکستان کے عوام اور حکومت ایسے بزدلانہ اقدامات سے مرعوب نہیں ہوں گے۔

○ سیالکوٹ سے آنے والی شاہین ایکسپریس میں بم دھماکے کی افواہ پر مسافروں نے ٹرین سے چھلانگیں لگا دیں۔ اسی طرح موسیٰ پاک ٹرین کو خانیوال سٹیشن پر بم دھماکہ کی افواہ پر روک لیا گیا۔ مسافروں میں بھگدڑ مچ گئی اور کئی مسافروں نے کھڑکیوں سے چھلانگیں لگا دیں۔ تاہم مکمل تلاشی کے بعد کافی تاخیر سے ٹرینوں کو روانہ کیا گیا۔

○ نامعلوم دہشت گردوں نے رانا ٹاؤن (فیروز والا) کے قریب تحریک جعفریہ کے دو کارکن کو ہلاک کر دیا ہے۔

○ وزیر خارجہ پاکستان گوہر ایوب نے ٹوکیو میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ بھارت میں انتہا پسند ہندو جماعت بی جے پی کی حکومت پورے خطے کے لئے خطرہ ثابت ہو گی بی جے پی نے انتخابی مہم کے دوران "ایٹمی آپشن" کا کھلے عام نعرہ لگایا۔ کشمیر کے لئے جنگ کی دھمکی بھی دی یہ سب کچھ پاکستان کے لئے انتہائی تشویشناک ہے۔ واجپائی نے جنونی نعروں پر عمل کیا تو ہمیں بھی اسلحہ کی دوڑ میں شامل ہونے پڑے گا۔

○ ٹرینوں میں پے در پے بم دھماکوں کے بعد ملک بھر کے تمام ہوائی اڈوں کے حفاظتی انتظامات سخت کر دیئے گئے ہیں۔ ہوائی اڈوں کی طرف جانے والے تمام راستوں پر سخت پہرہ بٹھا دیا گیا ہے۔ پیدل جانے والے مسافروں کے ہمراہ کسی کو جانے کی اجازت نہیں۔ ہوائی اڈوں کی حدود میں داخل ہونے والی گاڑیوں کی سخت چیکنگ کی جا رہی ہے۔

○ ٹرینوں میں بم دھماکوں کے بعد ریل میں سفر کرنے والے مسافروں میں کمی آ گئی ہے۔

○ ٹرینوں میں پے در پے بم دھماکوں کے بعد ریلوے حکام نے فیصلہ کیا ہے کہ ریلوے ٹکٹ خریدتے وقت مسافروں کے لئے شناختی کارڈ دکھانا لازمی قرار دیا جائے۔

○ لاہور کے قریب بم دھماکوں پر تبصرہ کرتے ہوئے وائس آف امریکہ نے کہا ہے کہ پاکستان دہشت گردی کے واقعات کا شکار ہو رہا ہے۔ پولیس انتہا پسند سنی اور شیعہ تنظیموں کو فرقہ وارانہ تشدد کے لئے مورد الزام ٹھہراتی ہے۔ ایک معروف صحافی کا بیان بھی وائس آف امریکہ نے نشر کیا کہ پاکستان میں ہر فرد خوفزدہ ہے۔ سڑکیں' مساجد' عدالتیں حتیٰ کہ قبرستان تک بھی محفوظ نہیں۔

○ بی بی سی نے انسداد دہشت گردی کے ایکٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ گزشتہ سال جب قیام پاکستان کی 50ویں سالگرہ منائی جا رہی تھی تو بڑی عجلت میں انسداد دہشت گردی کے قانون کو قومی اسمبلی نے منظور کیا۔ قانون دانوں کی رائے ہے کہ پولیس کو ضرورت سے زیادہ اختیارات دے دیئے گئے ہیں اور ان اختیارات کے ناجائز استعمال پر کوئی روک ٹوک نہیں ہے۔ بی بی سی کے مطابق نواز شریف حکومت نے متعدد اسی طرح کے قوانین منظور کروائے ہیں جن کو اسی قسم کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اور قانون دان عام طور پر یہ کہہ رہے ہیں کہ حکومت قانونی ضروریات کو پیش نظر رکھے بغیر صرف عوامی رائے کی بناء پر ایسے قوانین منظور کروا رہی ہے جن پر غور و فکر کی کمی ہے۔

○ انسانی حقوق کمیشن نے انسداد دہشت گردی ایکٹ کو متوازی عدالتی نظام قائم کرنے کی کوشش قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ پاکستان میں گزشتہ ایک سال کے دوران امن و امان کی صورتحال انتہائی ابتر رہی۔ مذہبی آزادی کو سلب کیا گیا۔ اور صرف اقتدار کو طویل کرنے کے لئے قانون سازی پر توجہ دی گئی۔ عورتوں کی بے حرمتی کی گئی۔ صحافیوں پر تشدد کیا گیا۔ حکومت نے پسندیدہ قوانین اسمبلی کے قواعد و ضوابط معطل کر کے منظور کرانے کا طریق کار اپنایا۔

○ بجلی کے نرخوں میں اضافہ کے بعد فلور ملوں نے آٹے کے تھیلے کی قیمت میں 2 سے 5 روپے اضافہ کر دیا گیا ہے۔

○ پیپلزپارٹی سمیت اپوزیشن کی ۱۱ جماعتوں نے حکومت کے خلاف "عوامی اتحاد" قائم کر لیا ہے۔ جس کے سربراہ طاہر القادری ہوں گے۔

جماعتی قاعدہ پڑھانے کا انتظام
ربوہ کا مثالی نرسری سکول
کڈز وزڈم ہاؤس
واقفین نو کو داخلہ میں ترجیح
دارالبرکات ربوہ Ph: 212745

فینسی گولڈ سمتھ
محسن بازار اقصیٰ روڈ ربوہ
دوکان 212868 رہائش 212867

متخصص علاج امراض
عزیز ہومیو پیتھک کلینک اینڈ سٹور
گول بازار ربوہ
پوسٹ کوڈ 35460
فون 212399
خصوصی رعایت کرم ایثانہ

بستر میں پیشاب کرنے کا مسئلہ
40 روز کورس 40 روپے میں ★ بذریعہ ڈاک منگوانے کیلئے /70 روپے منی آرڈر کریں
کیور ٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی گولبازار ربوہ
☎ : 771/ 213156 FAX : 212299

شیئرز و غیر ملکی کرنسی کی خرید و فروخت کا با اعتماد ادارہ
ڈالر ٹچ
آفس A-6 گیلری نمبر 4 ریکس سٹی پلازہ ستیانہ روڈ فیصل آباد
فون دفتر 730288 رہائش 726524
موبائل 0300-661524
پروپرائٹر ملک عبدالصمد

PIM's STUDIO
معیاری فوٹوگرافی جدید آلات سے اپنی زندگی کے یادگار لمحات محفوظ کرنے کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں
B-64 دوکان نمبر 3 لالہ رخ واہ کینٹ

SUZUKI Sales Service Parts
تمام سوزوکی گاڑیاں کنٹرول ریٹ پر ایک ہفتے میں حاصل کریں
SUNDAY OPEN
MINI MOTORS
AUTHORISED A. CLASS DEALERS OF
PAK SUZUKI MOTOR CO. LTD.
54 - Industrial Area, Gulberg III, Lahore. Tel. 5712119-877864